***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Foundations of Ethics in Atheistic Literature and the Comparative Analysis of the Islamic Concept of Morality

الحادی لٹریچر میں اخلاقیات کی بنیادیں اور اسلامی تصور اخلاق کا ایک تقابلی جائزہ

Farikha Mehmood
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat
Dr. Qazi Abdul Manan
Assistant Professor/Chairperson, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat

ABSTRACT
Ethics is a fundamental pillar of human life that shapes the attitudes, values, and collective order of both the individual and society. In the modern era, atheistic thought has made various attempts to construct ethical systems independent of religion, prominent among these are concepts such as evolutionary theory, utilitarianism, anthropocentrism, social contract theory, and moral relativism. Proponents of these theories attribute moral values to human reason, experience and social evolution, whereas the Islamic concept of ethics grounds moral principles in Divine revelation, human nature, and the concept of accountability in the Hereafter. This research presents a critical and comparative study of the ethical concepts found in atheistic literature, examining their intellectual foundations, internal coherence, and practical implications.

Keywords:
Ethics, Morality, Atheism, Intellectual Foundations, Religion.

تعارف(Introduction):

تاریخِ انسانی سے اخلاقیات ہر تہذیب، مذہب اور فلسفے کا بنیادی موضوع رہی ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا انفرادی و اجتماعی معاملات کا استحکام' اخلاقی اصولوں پر منحصر ہوتا ہے۔ یہ سوال ہمیشہ موضوع بحث رہا کہ انسان کے اچھے برے عمل کا معیار کون طے کرے گا اور اس کے لیے کیا اصول ہیں؟ الحادی لٹریچر میں اخلاقیات کی بنیاد محض عقلِ انسانی، تجربہ اور سماجی ارتقاء ہے۔ الحادی فکر میں اخلاقیات کیلیے افادیت پسندی، ارتقائی اخلاقیات، سیکولر انسان پرستی، اخلاقی نسبیت جیسے اصطلاحات بیان کیے جاتے ہیں۔ تاہم یہ سوال علمی حلقوں میں بدستور زیر بحث ہے کہ یہ نظریات معروضی ہیں یا آفاقی؟[1]

اس کے برعکس اسلام' اخلاقیات کو محض سماجی ضرورت نہیں بلکہ انسان کی فطرت، وحی الٰہی اور آخروی جوابدہی کے تصور سے مربوط کرتا ہے۔ قرآن اور سنت نبوی ﷺ اخلاقی اقدار کو دائمی، عالمگیر قرار دیتے ہیں۔ اسی لیے اسلامی تصورِ اخلاق میں عدل، امانت، رحمت، عفو اور احسان جیسے اوصاف محض سماجی لین دین کے معاہدے نہیں بلکہ دینی ذمہ داری بھی ہے۔[2]

یہ تحقیق انسانی آزادی/ہوائے نفسانی سے طے شدہ خودساختہ اخلاقیات اور خدائی اخلاقیات میں فرق کرکے دونوں میں قوت و کمزوری اور موضوعی یا آفاقی ہونے کو واضح کرے گی۔ الحاد' مذہب سے آزاد اخلاق کو فروغ دیتا ہے جبکہ اسلام اخلاقیات کے لیے وحی الٰہی کو ضروری قرار دیتا ہے۔[3]

---

[1] رچرڈ ڈاکنز، River Out of Eden: A Darwinian View of Life، بیسک بکس، نیویارک، 1995، ص:133

[2] شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم سید عبدالحق حقانی، کارخانہ تجارت کتب، کراچی، 1953، ج1، ص:48

[3] محمد عبداللہ دراز، دستور الاخلاق فی القرآن، دار البحوث العلمیہ، کویت، 1973، ص:45

تحقیق کے مقاصد میں ملحدانہ نظریات کی روشنی میں اخلاقیات اور اسکی بنیادوں کا تعارف کیا جائے گا۔ تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ الحادی فکر میں اخلاقیات کی بنیاد کن اصولوں پر قائم ہے۔ الحادی اور اسلامی اخلاقی تصورات کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے دونوں نظاموں کے مابین بنیادی مماثلتوں اور اخلاقیات کو نمایاں کیا جائے گا اور یہ فرق اجاگر کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے لیے کونسا نظام زیادہ جامع، مؤثر اور پائیدار ہو سکتا ہے۔

اس موضوع کا تحقیقی منہج معیاری، تقابلی اور تنقیدی ہے۔ جس میں دستاویزی مواد سے علمی و عقلی بنیادوں کا تجزیہ کیا جائے گا۔ اس موضوع میں جدید الحادی لٹریچر میں اخلاقی تصورات اور ان کی فکری بنیادوں کا جائزہ جدید ملحدین جیسے رچرڈ ڈاکنز، نطشے، سیم ہیرس وغیرہ کے نظریات سے لیا جائے گا۔ اس کے مقابلے میں قرآن کریم، سنت نبوی ﷺ، اور مسلم مفکر امام غزالی کے افکار کو بھی واضح کیا جائے گا۔ اس تحقیق کا دائرہ صرف اخلاقی بنیادوں پر مشتمل ہو گا۔ دیگر ملحدانہ نظریات، عقائد یا فقہی تفصیلات کی بحث نہیں ہو گی۔

اخلاقیات کا تعارف

اخلاقیات کا تعارف 'الحاد کے فکری تجزیے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یہ انسانی عمل، اقدار اور وجودی سوالات کو منظم طور پر جانچتا ہے۔ اخلاقیات (Ethics) فلسفے کی وہ شاخ ہے جو اچھے اور برے، درست اور غلط، اور انسانی رویوں کی بنیاد پر قائم اصولوں کا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ نہ صرف انفرادی فیصلوں کو متاثر کرتی ہے بلکہ معاشرتی، سیاسی اور عالمی سطح پر بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ روایتی طور پر اخلاقیات کو مذہبی عقائد سے جوڑا جاتا رہا ہے، جہاں خدا کی مرضی یا الٰہی احکام کو اخلاقی اصولوں کی حتمی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ تاہم، جدید فلسفیانہ مباحث میں، خاص طور پر الحادی نقطہ نظر سے، اخلاقیات کو خدا سے آزاد (God-independent) بنیادوں پر قائم کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ یہ بحث اس سوال پر مرکوز ہے کہ کیا اخلاقی اقدار معروضی (objective) ہو سکتی ہیں اگر کوئی الٰہی وجود نہ ہو؟ یا پھر یہ انسانی اتفاق رائے، ارتقائی عمل، یا وجودی انتخاب پر منحصر ہیں؟[4]

اخلاقیات کے بنیادی سوالات میں شامل ہیں:

1۔ کیا اخلاقی اصول عالمگیر ہیں یا نسبی (relative) ؟

2۔ کیا اخلاقی رویہ انسانی فطرت سے نکلتا ہے یا سماجی تعمیر ہے؟

3۔ کیا اخلاقیات کا مقصد خوشی، انصاف، یا کمال کی تلاش ہے؟

الحاد کے تناظر میں یہ سوالات مزید گہرے ہو جاتے ہیں کیونکہ الحاد خدا کی نفی کرتا ہے، جو روایتی طور پر اخلاقیات کی حتمی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، ڈوسٹوئیفسکی کے مشہور جملے "اگر خدا نہیں تو سب کچھ جائز ہے"[5] کی بنیاد پر بہت سے ناقدین استدلال کرتے ہیں کہ الحاد اخلاقی انتشار کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن الحادی فلسفی جیسے مائیکل مارٹن اور جان ڈیوئی اسے رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اخلاقیات قدرتی بنیادوں—جیسے ہمدردی(empathy) ، باہمی فائدہ(reciprocity) ، اور سماجی تعاون—پر قائم ہو سکتی ہے۔ یہ نقطہ نظر اخلاقیات کو ایک سیکولر (secular) فریم ورک میں دیکھتا ہے جہاں انسانی عقل اور تجربہ ہی رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔[6]

اخلاقیات کی تاریخ میں ارسطو کی کتاب " اخلاق نیکوماخی "ایک اہم سنگ میل ہے، جہاں انہوں نے اخلاق کو عادت اور کردار کی تشکیل سے جوڑا، بغیر کسی الٰہی مداخلت کے۔ جدید دور میں کانٹ کی "کیٹیگوریکل امپیریٹو (Categorical Imperative)" اخلاقی اصول کو عقل کی بنیاد پر قائم کرتا ہے، جو عالمگیر اور غیر مشروط ہے۔ الحادی تناظر میں، سیموئل شیفلر اور پیٹر سنگر جیسے فلسفیوں نے اخلاقیات کو "مؤثر خیر خواہی" اور "نفع پرستی" کی روشنی میں دیکھا ہے، جہاں اخلاقی فیصلے انسانی خوشی اور تکلیف کی کم سے کم مقدار پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر الحاد کو اخلاقی طور پر کمزور نہیں بلکہ زیادہ ذمہ دارانہ بناتا ہے کیونکہ یہ انسانی ایجنسی (agency) پر زور دیتا ہے۔[7]

مقصدِ حیات اور اخلاقیات کا تعلق:

مقصدِ حیات (purpose of life) سے اخلاقیات کا گہرا تعلق ہے کیونکہ اخلاقی اصول اکثر اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ زندگی کیسے گزارنی چاہیے۔ مذہبی روایات میں مقصدِ حیات الٰہی عبادت، آخرت کی تیاری، یا الٰہی منصوبے میں حصہ لینا ہے۔ الحاد اسے مسترد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ زندگی کا کوئی پیشگی طے شدہ مقصد نہیں بلکہ

---

[4] ابو حامد محمد الغزالی، احیاء العلوم، مترجم: مولوی صدیق احمد، دارالاشاعت کراچی، 2015، ص: 62-64

[5] Dostoevsky, The Brothers Karamazov, Farrar , New York, 2002, p.649

[6] مائیکل مارٹن، الحاد، اخلاقیات اور زندگی کا مقصد، پرومیتھیس بکس نیویارک، 2002، ص: 45-67

[7] جان لوفٹس، ملحدانہ اخلاقیات بغیر خدا کے، مذاہب 16، نمبر 11، 2025، ص: 134

انسان خود اسے تخلیق کرتا ہے۔ یہ وجودی فلسفہ (existentialism) سے ملتا ہے، جہاں ژاں پال سارتر کہتے ہیں کہ "وجود جوہر سے پہلے آتا ہے existence " (precedes essence)، یعنی انسان پہلے وجود میں آتا ہے اور پھر اپنے اعمال سے اپنا مقصد بناتا ہے۔ الحادی نقطہ نظر میں مقصدِ حیات ذاتی ترقی، انسانی تعلقات، علم کی تلاش، یا سماجی بہتری میں ہو سکتا ہے[8]

الحاد اخلاقیات اور مقصدِ حیات کو جوڑ کر ایک مثبت پیغام دیتا ہے: چونکہ صرف ایک زندگی ہے، اسے زیادہ سے زیادہ معنی خیز بنانا چاہیے۔ ڈینیل ڈینیٹ جیسے فلسفی کہتے ہیں کہ زندگی کا معنی خود سے بڑی چیز میں وقف ہونے میں ہے، جیسے سائنس، فنون، یا انسانی فلاح۔ یہ نقطہ نظر الحاد کو nihilism (بے معنویت) سے الگ کرتا ہے۔ nihilism کہتا ہے کہ زندگی بالکل بے معنی ہے، جبکہ الحادی وجودیت (atheistic existentialism) کہتی ہے کہ معنی خود بنانے ہیں۔ اس طرح اخلاقیات الحاد میں ایک فعال کردار ادا کرتی ہے، جہاں اخلاقی رویہ انسانی ہمدردی اور ذمہ داری سے نکلتا ہے نہ کہ خوفِ خدا سے۔[9]

جدید مباحث میں اخلاقیات کا الحادی تجزیہ "اخلاقی "is-ought problem" (David Hume) اور naturalistic fallacy" (G.E. Moore) جیسے مسائل کو بھی چھوتا ہے۔ کیا قدرتی حقائق سے اخلاقی "ought" نکالا جا سکتا ہے؟ الحادی فلسفی جیسے فرانک زنڈلر کہتے ہیں کہ اخلاقی رویہ نفسیاتی، سماجی اور ارتقائی قوتوں سے نکلتا ہے، جو مذہبی یا غیر مذہبی سب پر لاگو ہوتے ہیں۔ اس طرح اخلاقیات خدا کی غیر موجودگی میں بھی ممکن ہے۔[10]

حالیہ تحقیق، جیسے 2025 کے ایک مقالے میں جان ڈبلیو لوفٹس نے "Atheist Morality Without God" میں استدلال کیا ہے کہ سیکولر اخلاقی نظریات—جیسے راولز کی انصاف کی تھیوری—خدا کے بغیر بھی ٹھوس بنیاد رکھتے ہیں ۔[11]

خیر وشر کا تصور

خیر وشر کا تصور الحاد، اخلاقیات اور مقصدِ حیات کے فکری تجزیے میں ایک بنیادی فلسفیانہ مسئلہ ہے۔ روایتی مذہبی روایات میں خیر (good) کو الٰہی صفات اور احکام سے جوڑا جاتا ہے جبکہ شر (evil) کو یا تو انسانی آزادی کی غلط استعمال، یا الٰہی منصوبے میں ایک ضروری عنصر، یا آزمائش کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ الحاد خدا کی نفی کرتے ہوئے خیر وشر کے تصور کو الٰہی بنیاد سے آزاد کر دیتا ہے اور اسے انسانی عقل، ارتقائی عمل، سماجی تعاون اور نفسیاتی عوامل پر مبنی کرتا ہے۔ اگر کوئی الٰہی وجود نہ ہو تو کیا خیر وشر کی کوئی مقصدی بنیاد باقی رہتی ہے، یا یہ محض انسانی اتفاق رائے، ثقافتی تعمیر یا subjective احساسات ہیں؟ یہ سوال نہ صرف وجودی بلکہ عملی اخلاقیات کو بھی متاثر کرتا ہے، کیونکہ جدید عالمی مسائل جیسے جنگ، ماحولیاتی تباہی، AI کی اخلاقیات اور انسانی حقوق میں خیر وشر کی تعریف کا تعین کرنا ضروری ہے۔ الحادی نقطہ نظر میں شر کو اکثر قدرتی (natural evil) اور اخلاقی (moral evil) میں تقسیم کیا جاتا ہے، جہاں قدرتی شر زلزلے، بیماریاں یا قدرتی آفات ہیں جو انسانی کنٹرول سے باہر ہیں، جبکہ اخلاقی شر انسانی اعمال جیسے قتل، ظلم یا دھوکہ دہی ہیں ۔[12]

الحاد میں خیر وشر کا تصور "problem of evil" کی الٹی شکل بھی پیش کرتا ہے۔ مذہبی فلسفے میں problem of evil یہ استدلال کرتا ہے کہ ایک omnipotent ، omnibenevolent خدا کے وجود کے ساتھ وسیع پیمانے پر شر کا وجود مطابقت نہیں رکھتا۔ الحادی فلسفی جیسے ولیم رو (William Rowe) نے evidential argument from evil پیش کیا ہے کہ غیر ضروری شر (gratuitous evil) خدا کے وجود کے خلاف شواہد فراہم کرتا ہے۔ تاہم، الحاد خود بھی "atheistic problem of good" یا خیر کی بنیاد کا مسئلہ در پیش کرتا ہے: اگر کائنات صرف مادی اور بے مقصد ہو تو خیر کی کوئی حتمی بنیاد کیا ہے؟ بہت سے الحادی فلسفی اسے naturalistic اخلاقیات سے حل کرتے ہیں، جہاں خیر انسانی flourishing (ترقی، خوشی اور فلاح) سے نکلتی ہے جبکہ شر تکلیف اور نقصان سے۔ مثال کے طور پر، سیموئل ہیریس (Sam Harris) کی "moral landscape" میں خیر وشر کو سائنسی طور پر پیمائش کیے جا سکتے ہیں، جہاں دماغی ریاستوں اور سماجی نتائج کی بنیاد پر

---

8 سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی نظامِ زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، 2018، ص:84-86

9 جان لوفٹس، ملحدانہ اخلاقیات بغیر خدا کے، مذاہب 16، نمبر 11، 2025، ص:140

10 فرینک زینڈلر، اخلاقیات، بغیر خدا کے، امریکن ایتھسٹس پریس، 1985، ص:6

11 جان لوفٹس، ملحدانہ اخلاقیات بغیر خدا کے، مذاہب 16، نمبر 11، 2025، ص:140

12 فریڈرک نطشے، خیر وشر سے ماوراء: مستقبل کے فلسفے کا تمہید، والٹر کافمین، ونٹیج بکس، نیویارک، 1989، ص:23-27

اخلاقی فیصلے کیے جاتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر شر کو ایک evolutionary byproduct کے طور پر دیکھتا ہے جو survival mechanisms سے ابھرتا ہے، مگر انسانی عقل اسے سبقت کر کے بہتر سماج کی طرف لے جا سکتی ہے۔[13]

الحاد خیر و شر کو الٰہی جزا و سزا سے آزاد کر کے انہیں انسانی ذمہ داری کا حصہ بناتا ہے۔ مذہبی روایات میں شر کو اکثر "اصل گناہ" یا شیطانی اثر سے جوڑا جاتا ہے، مگر الحاد میں یہ انسانی انتخاب، سماجی ساخت اور ماحولیاتی عوامل کا نتیجہ ہے۔ الحاد یہاں secular humanism کو فروغ دیتا ہے، جہاں خیر انسانی حقوق، انصاف اور ماحولیاتی تحفظ میں ہے۔ یہ تصور اخلاقی نسبیت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ shared suffering ایک عالمگیر بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جدید عالمی چیلنجز میں، یہ فریم ورک زیادہ متعلقہ ہے کیونکہ یہ انسان کو فعال بناتا ہے نہ کہ passive observer۔ الحاد خیر و شر کو ایک متحرک عمل کے طور پر دیکھتا ہے جو انسانی ترقی کے ساتھ بدل سکتا ہے۔[14]

الحادی فکر میں زندگی کا مفہوم

الحادی فکر میں زندگی کا مفہوم الحاد، اخلاقیات، خیر و شر اور مقصدِ حیات کے فکری تجزیے کا ایک اہم پہلو ہے۔ الحاد خدا یا کسی الٰہی وجود کی نفی کرتے ہوئے زندگی کے مفہوم کو cosmic یا پیشگی طے شدہ مقصد سے آزاد کر دیتا ہے اور اسے انسانی سطح پر خود ساختہ (self-created) بناتا ہے۔ روایتی مذہبی روایات میں زندگی کا مفہوم الٰہی عبادت، آخرت کی تیاری یا الٰہی منصوبے میں حصہ لینے سے جڑا ہوتا ہے، جہاں کائنات ایک purposeful ڈیزائن کی حامل سمجھی جاتی ہے۔ الحادی نقطہ نظر میں کائنات بے مقصد (indifferent) ہے، جو قدرتی قوانین اور ارتقائی عمل سے چلتی ہے، لیکن یہ بے معنویت (nihilism) کی طرف نہیں لے جاتا بلکہ ایک فعال وجودیت (active existentialism) کی طرف، جہاں انسان خود اپنے اعمال، تعلقات اور انتخاب سے زندگی کو معنی خیز بناتا ہے۔ یہ بحث "meaning of life" (کائنات کا مفہوم) اور "meaning in life" (زندگی میں مفہوم) کے درمیان فرق کو واضح کرتی ہے۔ پہلا cosmic سطح کا سوال ہے جو الحاد کے مطابق نہیں ہے، جبکہ دوسرا انفرادی اور اجتماعی سطح پر ممکن اور مطلوب ہے۔ الحادی فلسفی جیسے ژاں پال سارتر کہتے ہیں کہ "وجود جوہر سے پہلے آتا ہے[15]"، یعنی انسان پہلے وجود میں آتا ہے اور پھر اپنے انتخاب سے اپنا مفہوم تخلیق کرتا ہے۔ یہ آزادی ذمہ داری بھی لاتی ہے کیونکہ کوئی الٰہی رہنمائی نہیں، لہٰذا انسان خود اپنے زندگی کے معنی کا جواب دہ ہوتا ہے۔

جدید secular humanism میں زندگی کا مفہوم انسانی حقوق، ماحولیاتی تحفظ، ذاتی ترقی اور effective altruism جیسے movements میں تلاش کیا جاتا ہے، جو تکلیف کی کمی اور زیادہ سے زیادہ فلاح کو مرکزی بناتے ہیں۔ الحاد یہاں ایک مثبت پیغام دیتا ہے کہ صرف ایک زندگی ہے، اسے زیادہ سے زیادہ معنی خیز بنانا انسانی ذمہ داری ہے۔ یہ مفہوم اخلاقیات کو مضبوط کرتا ہے کیونکہ اعمال کا حساب خود انسان دیتا ہے نہ کہ کوئی الٰہی عدالت۔ الحادی فکر زندگی کے مفہوم کو "one life" کے تناظر میں دیکھتی ہے، جہاں موت کے بعد کوئی afterlife نہیں، لہٰذا ہر لمحہ قیمتی ہے۔ یہ نقطہ نظر romantic idealism یا authenticity کی اخلاقیات سے جڑتا ہے، جہاں سب سے بڑا خیر subjective reality کے مطابق زندہ رہنا ہے۔ ناقدین کہتے ہیں کہ الحاد میں مفہوم عارضی اور subjective ہو جاتا ہے، مگر الحادی جواب یہ ہے کہ shared human experiences جیسے درد، خوشی اور باہمی تعلقات ایک حد تک عالمگیر بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ حالیہ مباحث میں، atheists زندگی کے مفہوم کو relationships, rewarding work اور service to others میں دیکھتے ہیں، جو مذہبی عقائد کے بغیر بھی ممکن ہے۔ یہ تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ الحاد زندگی کو بے معنی نہیں بلکہ انسانی تخلیقی صلاحیتوں سے بھرپور بناتا ہے، جو مذہبی dogmatism سے آزاد ہو کر عقل، ہمدردی اور ترقی پر انحصار کرتا ہے۔[16]

مذہب اور اخلاقیات کا تعلق

مذہب اور اخلاقیات کا تعلق الحاد، اخلاقیات، خیر و شر اور مقصدِ حیات کے فکری تجزیے میں ایک پیچیدہ اور تاریخی طور پر اہم موضوع ہے۔ روایتی طور پر مذہب کو اخلاقیات کی بنیاد سمجھا جاتا ہے، جہاں الٰہی احکام (divine command theory) اخلاقی اصولوں کی حتمی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ مذہبی روایات میں اچھا اور برا کی تعریف خدا کی مرضی یا الٰہی کتابوں سے نکلتی ہے، جو انسانی رویوں کو منظم کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، ابراہیمی مذاہب میں دس احکام اخلاقیات کی بنیاد ہیں، جبکہ دیگر مذاہب میں بھی اخلاقی ضابطے الٰہی ہدایات سے جڑے ہوتے ہیں۔ تاہم، فلسفیانہ طور پر یہ تعلق Euthyphro dilemma سے چیلنج ہوتا ہے، جو سقراط کے مکالمے میں بیان کیا گیا: کیا اچھا اس لیے ہے کہ خدا کہتا ہے، یا خدا اس لیے کہتا ہے کہ یہ اچھا ہے؟ اگر پہلا تو اخلاقیات من مانی ہو جاتی ہے، اگر دوسرا تو خدا کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے

---

13 سیم ہیرس، اخلاقی منظر نامہ: سائنس کیسے انسانی اقدار کا تعین کر سکتی ہے، فری پریس نیویارک، 2010، ص: 172

14 ایضاً۔

15 Jean Paul Sartre, Existentialism is a Humanism, Yale University Press, New Haven, 2007, p.20

16 ڈاکٹر قاضی قیصر، جدید مغربی فلسفہ اور اس کے رجحانات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 2008، ص: 225-228

کیونکہ اچھائی خدا سے بالاتر ہو جاتی ہے۔ یہ dilemma مذہب اور اخلاقیات کے تعلق کو کمزور کرتا ہے اور سیکولر اخلاقیات کی بنیاد رکھتا ہے، جہاں اخلاقی اصول انسانی عقل، ہمدردی، ارتقائی عمل یا سماجی معاہدے پر قائم ہوتے ہیں۔[17]

الحادی نقطہ نظر میں مذہب اخلاقیات کا لازمی جزو نہیں بلکہ ایک تاریخی مرحلہ ہے، جو انسانی فطرت سے ابھرنے والے اخلاقی احساسات کو تقویت دیتا ہے مگر اسے محدود بھی کر سکتا ہے۔ جدید مطالعات ظاہر کرتے ہیں کہ مذہب بعض اوقات سماج دوست رویوں کو فروغ دیتا ہے، خاص طور پر اندرونی گروپ کے لیے، مگر مجموعی طور پر مذہبی اور غیر مذہبی افراد میں اخلاقی رویوں میں کوئی بڑا فرق نہیں پایا جاتا۔ یہ بحث اخلاقیات کو مذہب سے آزاد کر کے اسے عالمگیر انسانی سطح پر لاتی ہے، جہاں عقل اور تجربہ رہنمائی کرتے ہیں۔ مذہب اور اخلاقیات کا تعلق تاریخی طور پر مغربی فلسفے میں گہرا رہا ہے، جہاں یونانی فلسفہ اور ابراہیمی مذاہب نے ایک دوسرے کو متاثر کیا۔ ارسطو کی virtue ethics مذہبی مداخلت کے بغیر اخلاقی کردار کی تشکیل پر زور دیتی ہے، جبکہ کانٹ کی categorical imperative اخلاقی اصول کو عقل کی بنیاد پر قائم کرتی ہے۔ تاہم، بہت سے مذہبی مفکرین جیسے Aquinas نے فطری قانون کا نظریہ' کے ذریعے اخلاقیات کو الٰہی قانون سے جوڑا۔ الحادی فلسفی جیسے پیٹر سنگر اور سیموئل ہیریس استدلال کرتے ہیں کہ اخلاقیات مذہب کے بغیر ممکن ہے، جہاں افادیت پسندیا مؤثر ایثار پسندی جیسے فریم ورک انسانی خوشی اور تکلیف کی کمی کو مرکزی بناتے ہیں۔ حالیہ تحقیق، جیسے 2014 کے ایک مطالعے میں، یہ پایا گیا کہ مذہب اخلاقی رویہ کو متاثر کرتا ہے مگر یہ اثر محدود اور صورتحال کی پابند ہے، یعنی یہ اندرونی گروپ تک زیادہ محدود رہتا ہے۔ دوسری طرف، لادینی اخلاقیات 'انسانی پرورش کو معروضی معیار بنا کر اخلاقیات کو وسیع تر بناتی ہے۔ مذہب اخلاقیات کو ترغیب فراہم کر سکتا ہے، جیسے خوفِ خدا یا اجرِ آخرت، مگر یہ بیرونی محرک ہے، جبکہ سیکولر اخلاقیات ذاتی انسانیت پسندی پر انحصار کرتی ہے۔ جدید دور میں، جیسے مصنوعی ذہانت کے اخلاقیات اور ماحولیاتی بحران میں، مذہب بعض اوقات رہنمائی دیتا ہے مگر سیکولر فلسفہ زیادہ لچکدار اور عقل پر مبنی حل پیش کرتا ہے۔ یہ تعلق ظاہر کرتا ہے کہ مذہب اخلاقیات کا تاریخی ذریعہ ہو سکتا ہے مگر اس کی ضرورت نہیں، کیونکہ انسانی عقل اور مشترکہ تجربات اخلاقی اصولوں کی بنیاد فراہم کر سکتے ہیں۔[18]

اسلامی تصورِ اخلاق

اسلامی تصورِ اخلاق الحاد، اخلاقیات، خیر و شر، مقصدِ حیات اور انسانی اقدار کی بنیاد کے فکری تجزیے میں ایک جامع اور الٰہی بنیاد پر قائم نظام ہے۔ اسلامی اخلاق کا مرکزی مفہوم قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ سے نکلتا ہے، جہاں اخلاقی اصولوں کی بنیاد توحید پر ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جو کائنات، انسان اور اخلاقی اقدار کی حتمی بنیاد ہے۔ اسلامی اخلاق نہ صرف انفرادی کردار کی اصلاح (تزکیہ نفس) پر زور دیتا ہے بلکہ معاشرتی انصاف، ہمدردی، ایمانداری اور ذمہ داری کو بھی شامل کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اخلاقیات کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق[19]

"میں اچھے اخلاق کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں"۔

یہ تصور Euthyphro dilemma سے بالاتر ہے کیونکہ اچھائی اور برائی کی تعریف الٰہی احکام سے ہوتی ہے جو انسانی فطرت، عقل اور وحی کی روشنی میں مطابقت رکھتی ہے۔ اسلامی اخلاق میں خیر (good) اللہ کی اطاعت، عدل، احسان اور تقویٰ سے جڑا ہے جبکہ شر (evil) ظلم، کذب، تکبر اور حرص سے۔ یہ نظام انسانی اقدار کو subjective یا ثقافتی نہیں بلکہ عالمگیر اور الٰہی بنیاد پر قائم کرتا ہے، جو الحادی secular ethics سے مختلف ہے جہاں اقدار انسانی عقل یا ارتقاء پر منحصر ہوتی ہیں۔ اسلامی اخلاق کا دائرہ کار وسیع ہے، جو ذاتی رویے، معاشرتی تعلقات، معاشی معاملات اور حکمرانی تک پھیلا ہوا ہے، اور یہ انسان کو اللہ کا خلیفہ بنا کر زمین پر عدل قائم کرنے کی ذمہ داری سونپتا ہے۔[20]

اسلامی تصورِ اخلاق میں کلیدی اصولوں میں تقویٰ(God-consciousness) ، احسان(excellence in conduct) ، عدل(justice) ، صداقت (truthfulness)اور رحم (compassion) شامل ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔[21]

---

[17] جان ای ہیئر، مغربی فلسفہ میں مذہب اور اخلاقیات، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، آکسفورڈ، 2024، ص:124

[18] جان ای ہیئر، مغربی فلسفہ میں مذہب اور اخلاقیات، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، آکسفورڈ، 2024، ص:124

[19] مالک بن انس، مؤطا امام مالک، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ، 1985، ج2، باب ماجاء فی حسن الخلق، ص:904، حدیث نمبر:2634

[20] ابو حامد محمد الغزالی، احیاء العلوم، مترجم: مولوی صدیق احمد، دار الاشاعت کراچی، 2015، ص:62-64

[21] النحل:128

"بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ نیکی کرنے والے ہیں"۔

الغزالی جیسے عظیم مفکر نے اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں اخلاقیات کو نفس کی صفائی، قلب کی اصلاح اور عقل کی رہنمائی سے جوڑا، جہاں برے اخلاق (جیسے حسد، غصہ) کو روحانی امراض قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی اخلاق فطرت انسانی کو تسلیم کرتا ہے کہ ہر انسان میں خیر و شر کی تمیز کی صلاحیت (Fitrah) موجود ہے، جو عقل اور وحی سے تقویت پاتی ہے۔ معتزلہ اور دیگر مکاتب فکر نے rational good and evil کی بات کی، جبکہ اشعری مکتب نے الٰہی ارادے کو مرکزی قرار دیا۔ یہ تصور الحادی اخلاقیات سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ یہ extrinsic motivation (جزا و سزا، آخرت) کے ساتھ intrinsic (اللہ کی محبت اور اطاعت) کو ملا کر ایک مکمل نظام بناتا ہے۔ اسلامی اخلاق کا مقصد فرد اور معاشرے کی فلاح ہے، جو توحید کی بنیاد پر تمام انسانوں کو برابر کا درجہ دیتا ہے اور نسل، رنگ یا زبان کی بنیاد پر امتیاز کو مسترد کرتا ہے۔ یہ نظام اخلاقی relativism کو قبول نہیں کرتا بلکہ universal principles پیش کرتا ہے جو قرآن اور سنت سے مستند ہیں۔[22]

اسلامی اخلاق کا فکری تجزیہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ اخلاقیات مذہب سے الگ نہیں بلکہ اس کا لازمی حصہ ہے، جہاں اعمال کا حساب آخرت میں ہوگا۔ یہ الحادی نقطہ نظر سے مختلف ہے جہاں اقدار انسانی flourishing یا reason پر مبنی ہوتی ہیں، مگر اسلامی اخلاق انسان کو اللہ کا بندہ بنا کر اسے اعلیٰ اخلاقی معیار پر فائز کرتا ہے۔ الغزالی نے فلسفیانہ اخلاق کو صوفی اور اسلامی اصولوں سے ملا کر ایک متوازن نظام پیش کیا، جہاں عقل اور وحی دونوں کی اہمیت ہے۔[23]

اسلامی اخلاق میں ذمہ داری (accountability) اور نیت (intention) کلیدی ہیں، جہاں اعمال کی قدر نیت سے ہوتی ہے۔ یہ تصور الحادی وجودیت سے مختلف ہے جہاں انسان خود معنی تخلیق کرتا ہے، مگر اسلامی اخلاق الٰہی ہدایت پر انحصار کرتے ہوئے انسانی آزادی اور ذمہ داری کا توازن قائم کرتا ہے۔ اسلامی اخلاق عدل و احسان پر مبنی ہے، جہاں قرآن فرماتا ہے کہ:

اعدلو هو اقرب للتقویٰ۔[24]

"انصاف قائم کرو، یہ تقویٰ کے قریب تر ہے"۔

یہ نظام معاشرتی ہم آہنگی، معاشی انصاف (جیسے زکوٰۃ) اور سیاسی اخلاقیات کو شامل کرتا ہے۔ اسلامی اخلاق کا مقصد فرد کی روحانی ترقی اور معاشرے کی فلاح ہے، جو Tawhid کی بنیاد پر تمام انسانوں کو برابر کا درجہ دیتا ہے۔ فکری طور پر، اسلامی تصورِ اخلاق انسانی اقدار کو الٰہی بنیاد دیتا ہے، جو الحادی secular systems سے زیادہ جامع ہے کیونکہ یہ دنیاوی اور اخروی دونوں زندگیوں کو مدنظر رکھتا ہے۔ یہ نظام اخلاقی progress کو فروغ دیتا ہے، جہاں تاریخی طور پر جہالت کے دور کے اعمال کو اصلاح کیا گیا۔ جدید تعلیمی نظاموں میں اسلامی اخلاق کردار سازی پر زور دیتا ہے، جو طلبہ کو اخلاقی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے۔ یہ تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی اخلاق نہ صرف مذہبی بلکہ ایک عالمگیر اخلاقی فریم ورک ہے جو انسانی فطرت، عقل اور وحی کو ملا کر ایک متوازن نظام پیش کرتا ہے۔ اسلامی اخلاق کا الحادی اخلاقیات سے موازنہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اسلامی نظام الٰہی ضمانت اور انسانی فطرت دونوں پر قائم ہے، جو ذمہ داری کا گہرا احساس پیدا کرتا ہے۔ یہ تصور معاصر چیلنجز میں بھی متعلقہ ہے، جہاں عدل، رحم اور تقویٰ کی بنیاد پر حل پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اسلامی اخلاق بالآخر انسان کو اللہ کا بندہ بنا کر اعلیٰ اخلاقی معیار پر فائز کرتا ہے، جو معاشرے کو پرامن اور منصفانہ بناتا ہے۔[25]

الحادی اخلاقیات پر تنقیدی جائزہ

الحاد پر تنقیدی جائزہ الحاد، اخلاقیات، خیر و شر، مقصدِ حیات، زندگی کے مفہوم اور انسانی اقدار کی بنیاد کے فکری تجزیے کا اختتامی حصہ ہے، جہاں الحاد کی فلسفیانہ، اخلاقی اور وجودی حدود کو جانچا جاتا ہے۔ الحاد خدا یا الٰہی وجود کی نفی کرتا ہے، جو کائنات کو ایک بے مقصد، مادی اور قدرتی قوانین پر مبنی نظام قرار دیتا ہے۔ تاہم، اس نقطہ نظر پر تنقید یہ ہے کہ یہ زندگی کے بنیادی سوالات — جیسے وجود کا مفہوم، اخلاقی اقدار کی بنیاد اور شر کی موجودگی — کو مکمل طور پر حل نہیں کر پاتا۔ مذہبی اور فلسفیانہ ناقدین جیسے ولیم لین کریگ استدلال کرتے ہیں کہ اگر خدا نہ ہو تو زندگی بے معنی، بے قدر اور بے مقصد ہو جاتی ہے، کیونکہ کوئی cosmic scheme یا permanent role نہیں رہتا جو انسانی اعمال کو transcend کر سکے۔ الحاد میں objective morality کی بنیاد مشکل ہو جاتی ہے، جہاں "اچھا" اور "برا" انسانی اتفاق رائے، ارتقائی عمل یا

[22] ابو حامد محمد الغزالی، احیاء العلوم، مترجم: مولوی صدیق احمد، دارالاشاعت کراچی، 2015، ص: 62-64

[23] ایضاً، 64

[24] المائدۃ: 8

[25] یاسین محمد، قرآن کا اخلاقی نقطہ نظر، روٹلیج، لندن 2019، ص: 32

subjective preferenceپر منحصر ہو جاتے ہیں، جو بالآخر moral relativism یا nihilism کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ Dostoevsky کے مشہور بیان "اگر خدا نہیں تو سب کچھ جائز ہے" کی بنیاد پر ناقدین کہتے ہیں کہ الحاد اخلاقی انتشار کا باعث بن سکتا ہے، حالانکہ الحادی فلسفی secular humanism یا evolutionary ethicsسے جواب دیتے ہیں۔ تنقید کا ایک اہم پہلو epistemological inconsistency ہے، جیسے Alvin Plantinga کا evolutionary argument against naturalism، جو کہتا ہے کہ اگر naturalism سچا ہو تو انسانی cognition (سوچنے کی صلاحیت) reliable نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ بقاء کے لیے selectedہوتی ہے نہ کہ سچائی کے لیے۔ یہ تنقید الحاد کو epistemologically کمزور قرار دیتی ہے۔ الحاد پر مزید تنقید وجودی اور نفسیاتی سطح پر ہے، جہاں یہ انسانی flourishing کے لیے ناکافی ثابت ہوتا ہے۔ C.S. Lewis اور G.K. Chesterton جیسے مفکرین نے الحاد کی reductionist نوعیت پر تنقید کی کہ یہ زندگی کو محض matter in motion تک محدود کر دیتا ہے، جو meaning ، valueاور purpose کی objective بنیاد کو ختم کر دیتا ہے۔

الحاد کا "problem of good" بھی ایک تنقیدی نکتہ ہے: اگر شر naturalistic طور پر وضاحت کیا جاسکتا ہے تو خیر کی objective بنیاد کیا ہے؟ الحادی مفکرین جیسے Sam Harris moral landscape سے جواب دیتے ہیں مگر ناقدین کہتے ہیں کہ یہ بھی subjective رہ جاتا ہے۔ نیو ایتھی ازم (New Atheism) کی تنقید بھی اہم ہے، جو مذہب کو violence اور ignorance کا ذریعہ قرار دیتا ہے مگر خود scientific claims اور factual assertions میں محدود رہ جاتا ہے، جبکہ مذہب ایک ethical orientation اور existential commitment بھی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے الحاد کو ایک spiritual perversion قرار دیا جاتا ہے جو فطرت انسانی سے انحراف ہے، اور قرآن و سنت میں توحید کی بنیاد پر الحاد کی تردید کی جاتی ہے۔ یہ جائزہ الحاد کو ایک محدود فریم ورک قرار دیتا ہے جو کائنات کی complexity، انسانی conscience اور moral experience کو مکمل طور پر نہیں سمجھ پاتا۔ الحاد پر تنقید کا ایک اور پہلو moral knowledge اور objective valuesکا ہے۔ اگر الحاد سچا ہو تو objective moral obligations کی بنیاد کیا ہوگی؟ Richard Taylor جیسے atheistic ethicists نے تسلیم کیا کہ اخلاقی فریضہ کے بغیر ہر چیز ناقابل فہم ہو جاتی ہے۔

الحاد میں morality evolutionary byproduct یا social contract بن جاتی ہے، جو universal اور binding نہیں رہتی۔ تنقیدی جائزوں میں الحاد کو "amorality of atheism" قرار دیا گیا ہے، جہاں objective morality illusion بن جاتی ہے۔ یہ تنقید الحاد کی limits کو اجاگر کرتی ہے کہ یہ انسانی moral experienceکو fully account نہیں کر پاتا۔ جدید مباحث میں، الحاد کی suicide rates اور existential despair سے بھی جوڑا جاتا ہے، جو meaning crisisکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تاہم، الحادی جواب یہ ہے کہ subjective meaning اور humanism کافی ہے، مگر ناقدین کہتے ہیں کہ یہ inconsistent livingہے—الحاد کی منطق کو مانتے ہوئے بھی meaning کا pretend کرنا۔ یہ جائزہ الحاد کو ایک philosophical position کے طور پر دیکھتا ہے جو intellectual consistency کا دعویٰ کرتا ہے مگر practical اور existential سطح پر ناکام رہتا ہے۔ اسلامی فلسفہ میں الحاد کو kalam argumentsاور فطرت سے چیلنج کیا جاتا ہے، جہاں توحید انسانی اقدار اور مقصدِ حیات کی حتمی بنیاد ہے۔[26]

نتائج بحث

﴾ الحاد خدا کی نفی کر کے کائنات کو ایک بے مقصد، مادی اور قدرتی قوانین پر مبنی نظام قرار دیتا ہے، جو اخلاقیات کو انسانی عقل، ہمدردی، ارتقائی عمل اور سماجی تعاون پر قائم کرتا ہے۔ یہ نقطہ نظر سیکولر انسان مرکزیت اور ارتقائی اخلاقیات کے ذریعے objective morality کی بنیاد فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے، جہاں پروان چڑھنے اور تکلیف کی کمی کو مرکزی معیار بنایا جاتا ہے۔

﴾ تاہم، تنقیدی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ الحاد objective values ، ultimate meaningاور اخلاقی جوابدہی کی حتمی بنیاد فراہم نہیں کر پاتا، جو اخلاقیات یا عدمیت کی طرف لے جاسکتا ہے۔

﴾ اسلامی تصورِ اخلاق اس کے برعکس توحید کی بنیاد پر الٰہی احکام، فطرت انسانی اور وحی کو اخلاقیات کی حتمی ضمانت بناتا ہے، جو عدل، احسان، تقویٰ اور رحم جیسے اصولوں کو عالمگیر بناتا ہے۔

﴾ الحاد آزادی اور عقل پر زور دیتا ہے مگر مذہبی نظام، خاص طور پر اسلامی اخلاق، ایک جامع فریم ورک پیش کرتا ہے جو دنیاوی اور اخروی دونوں زندگیوں کو مد نظر رکھتا ہے اور انسانی ذمہ داری کو اللہ کی نگرانی میں رکھتا ہے۔

---

26 محمد سمیع الحق، جدید الحاد اور اسلامی فکری روایات: خیر و شر اور مقصدِ حیات کا علمی جائزہ، معہد السیرہ اسلام آباد، 2021، ص:142-145

۞الحاد میں اخلاقیات، خیر و شر اور مقصدِ حیات انسانی سطح پر خود ساختہ ہوتے ہیں، جو فقط موضوعی یا باہمی موضوعی اقدار پر انحصار کرتے ہیں۔ اسلامی اخلاق اس خلا کو پر کرتا ہے کیونکہ یہ توحید پر مبنی ہے، جو انسان کو خلیفۃ اللہ بنا کر زمین پر عدل قائم کرنے کی ذمہ داری سونپتا ہے۔

۞الحاد میں زندگی کا مفہوم خود ساختہ ہے، جو relationships ، rewarding work اور societal contribution میں تلاش کیا جاتا ہے۔ تاہم، یہ cosmic purpose کی عدم موجودگی میں existential crisis کا باعث بن سکتا ہے۔ اسلامی اخلاق اس خلا کو پر کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ کی خوشنودی اور آخرت کی حساب کتاب کو مرکزی بناتا ہے، جو اخلاقی رویے کو مستحکم بناتا ہے۔

تجاویز و سفارشات:

۞اسلامی اخلاقیات کے عملی پہلوؤں، جیسے عدل، امانت، دیانت، رحم، انسانی وقار اور سماجی ذمہ داریوں کو معاشرتی اور تعلیمی سطح پر مؤثر انداز میں پیش کیا جائے۔

۞علماء، اساتذہ اور محققین ذرائع ابلاغ کے ذریعے باہمی تعاون سے نوجوانوں میں اخلاقی اور شبہات کے ازالے کے لیے مکالمے، سیمینار اور ورکشاپ منعقد کریں۔

۞مستقبل میں دیگر اخلاقی الحادی نظریات جیسے 'سیکولر ہیومن ازم، افادیت پسندی اور وجودیت کا تقابلی اور فکری مطالعہ کیا جائے تاکہ اس میدان میں مزید تحقیقات سامنے آئیں۔